سلسلہ ۹۸۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّور

مولانا محمّد اختر صاحب

ماخوذ: سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس ۵۸ سم گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک، کراچی ۷۴۸۰۰

صدیقی ٹرسٹ پوسٹ بکس ۶۰۹ کراچی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ ۹۸۴

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْر

مولینا محمد اختر صاحب

ماخوذ: سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ

تالیف: حضرت مولینا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کی محمد اختر صاحب اور ان کے پورے خاندان پر بڑی شفقت تھی، ہمیشہ اُن کی پُرسش وجو فرماتے اور فکر رکھتے ایک مرتبہ غایت شفقت سے فرمایا کہ مجھے اب دوسری شادی نہ کرنے کا افسوس ہوتا ہے، اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو میں اختر کو دیتا، بھائی اسمٰعیل لائلپوری اور ان کے بھائی محمد ابراہیم صاحب کو ہمیشہ ان کا خیال رکھنے کی ہدایت فرماتے اگر کوئی ان کے ساتھ سلوک کرتا تو بےحد خوش ہوتے۔ حاجی متین احمد صاحب راوی ہیں کہ آخری وصیت مجھے حضرت نے انھیں کی خبر گیری اور خیال رکھنے کی فرمائی، نومسلموں کے ساتھ جو امتیازی سلوک بعض مسلمان کرتے ہیں حضرت اس کو بہت ناپسند اور اسلام کی رُوح اور تعلیمات کے خلاف سمجھتے

(۱) ضلع دہرہ دون کے رہنے والے ایک شریف ہندو خاندان کے فرد ہیں، اپنے شوق سے اسلام لائے اور بڑی تکلیفیں اٹھائیں، تقسیم کے بعد پاکستان منتقل ہوئے اب لاہور میں قیام ہے حضرت کے زمانہ قیام میں خصوصی مہمانوں کی بڑی خدمت کرتے۔

اور اس کو جاہلیت کے اثرات اور خاندانی نخوت کا نتیجہ سمجھتے۔

اسلام کے نئے مہمانوں اور عزیز فرزندوں کے ساتھ حضرت کا جو شفیقانہ برتاؤ اور پدرانہ شفقت تھی اس کا کسی قدر اندازہ محمد اختر صاحب کی اس تحریر سے ہو سکتا ہے جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام اور حضرت کی شفقت و سرپرستی کا تذکرہ کیا ہے یہاں اس کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

میری پیدائش قصبہ بنت ضلع مظفر نگر (یو۔پی) میں گوڑ برہمن خاندان میں ہوئی والد صاحب سرکاری ڈاکٹر تھے کئی جگہ تبدیل ہونے کے بعد ڈوئی والہ ضلع دیرہ دون تبادلہ ہوا، والد صاحب کے ماتحت ایک کمپاؤنڈر محمد اسمٰعیل صاحب تھے جو اردو، فارسی اور ہندی میں بہت قابل تھے، کچھ اردو، فارسی انہوں نے مجھے پڑھائی ۱۹۲۶ء میں درجہ چہارم کا امتحان پاس کیا اس کے بعد کچھ اسلامی کتابیں دیکھیں قرآن پاک کی چند سورتیں بھی زبانی یاد کرلیں،

"۱۹۲۶ء میں والد صاحب کا تبادلہ چوہڑپور ضلع دیرہ دون ہوگیا ان دنوں والد صاحب کو میرے خیالات پر کچھ شبہ ہوا، انہوں نے دیرہ دون سے مجھے روہتک جاٹ ہائی اسکول میں بھیج دیا، جہاں سات سو لڑکوں میں ایک بھی مسلمان نہ تھا، چنانچہ میں تین سال وہاں رہا، بڑے دن کی تعطیلات میں چوہڑپور گھر آیا، محمد اسمٰعیل صاحب کمپاؤنڈر کا مکان بھی چوہڑپور تھا، ان کے بہنوئی راؤ حسین علی خاں حضرتؒ سے بہت تعلق رکھتے تھے، محمد اسمٰعیل صاحب نے راؤ صاحب سے کہا کہ اس کو حضرت سے ملاتے ہوئے سہارنپور چھوڑ آنا ہم رات کو رائپور پہنچے سردیوں کے دن تھے، حضرت نے بڑی شفقت و محبت سے اپنے پاس بٹھلایا، کھانا ساتھ کھلایا

اور اپنے حجرہ کے دروازہ پر لیٹنے کو فرمایا اپنے بستر میں سے ایک لحاف بھی عنایت فرمائی رات بھر عجیب کیفیت رہی دو ڈھائی تین بجے سے ذکر کی صدا کانوں میں آنے لگی، صبح نماز کے وقت اٹھا اور چائے پی، اجازت چاہی تو حضرت رخصت کرنے نہر کی پٹری پر بہت دور تک آئے، رخصت کرتے وقت فرمانے لگے "روہتک تو دہلی سے قریب ہے انشاء اللہ وہاں تو ملو گے"

میں بہٹ سے سوار ہو کر سہارنپور آیا اور دہلی ہوتا ہوا روہتک پہنچ گیا مگر طبیعت نہ لگی مغرب اور فجر کی دو نمازیں میں صرف اشارہ سے پڑھتا تھا کیونکہ ہندوؤں میں دو وقت ہی پوجا کرتے ہیں دوسرے اوقات میں شبہ کا اندیشہ تھا، رمضان کے کچھ روزے بھی رکھ لیتا برت کا بہانہ کر کے مسلسل نہیں چھوڑ چھوڑ کر حضرت دہلی نظام الدین تشریف لے آتے تو میں اتوار کی چھٹیوں میں دہلی پہونچ جاتا وہاں حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور شیخ رشید احمد مرحوم میرے متعلق مشورے کرتے وہ اس لئے کہ میری ایک چھوٹی ہمشیرہ تھی وہ بھی میرے ہمخیال تھی مگر والد صاحب اس کی شادی جلد کر دینا چاہتے تھے میں دہلی میں سب انتظام کر کے اپنے گھر پہونچا، پولیس کے ذریعہ شادی کو رکوانے کی کوشش کی پولیس اور ڈپٹی صاحب آئے ان کے سامنے میں نے اپنا اسلام ظاہر کیا مجھے پھر گھر میں نہیں جانے دیا گیا۔ جو کپڑے میں نے پہن رکھے تھے۔ وہی میرے بدن پر تھے۔ جون کا مہینہ تھا۔ پولیس اور ڈپٹی صاحب کو سلام کر کے گھر سے سڑک کی طرف چل پڑا۔ بالکل خالی۔ نہ پیسہ ایک جیب میں نہیں سڑک پر آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں کار آتی ہے ایک شخص اترتے ہیں فرماتے ہیں

یہاں ایسا واقعہ ہوگیا ہے کیا تجھے علم ہے؟ میں نے کہا میں وہی شخص ہوں انہوں نے اپنے ساتھ بٹھلا کر مظفر نگر مولوی رؤف الحسن صاحب کے ہاں پہنچا دیا۔

مظفر نگر سے میں دہلی پہنچا اور نظام الدین آیا۔ حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا نماز پڑھوگے وضو آتا ہے۔ میں نے کہا جی حضرت وضو بھی اور نماز بھی بلکہ دو چار سورتیں بھی یاد ہیں، فرمایا ماشاء اللہ تجھے تو اللہ نے مسلمان ہی بنا کر بھیجا صرف اس کے گھر میں پیدا ہوئے اور واقعی میں نے کسی بت کو سجدہ نہیں کیا مجھے اپنے ہوش سنبھالنے تک یاد ہے کہ کوئی کفریہ بات نہیں کی ہردوار بھی گیا گنگا بھی نہایا شوالہ میں گیا مگر ان کی طرح کچھ کام نہ کیا، صرف دیکھتا رہتا۔

یہاں تک کہ برہمن ہونے کے باوجود جوان ہونے پر زنار بھی گلے میں نہیں ڈالا بلکہ ان سب باتوں سے کچھ قدرتی نفرت رہی۔ یہاں تک کہ خطوط میں اوپر ۷۸۶ شروع میں لکھا کرتا۔ تعلیم کے زمانہ میں ہیڈ ماسٹر نے تبلایا جو پنڈت تھا کہ ۷۸۶ مسلمان لکھا کرتے ہیں اور اس سے بسم اللہ بنتی ہے، اس نے خط دیکھ لیا تھا۔

شروع میں تاریخ اسلام ،، پڑھی جو حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے لکھی تھی انھوں نے مجھے اسلام لانے کے بعد کئی کتابیں اپنے پاس سے دیں جب میں ان کے پاس میرٹھ پہنچا دل میں پختگی حضرتؒ سے ملنے کے بعد پیدا ہوئی۔

میں نے ۱۶ جون ۱۹۳۲ء کو اپنا آبائی وطن چھوڑا اور مظفر نگر دہلی ہوتا ہوا رائے پور پہنچا۔

میں نے ابھی اسلام بھی قبول نہیں کیا تھا کہ راؤ حسین علی خاں صاحب

چھپرپور سے رائے پور آئے وہ اپنی لڑکی کا رشتہ رائے پور جی کر رہے تھے ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مشورۃً دریافت کر بیٹھے حضرتؒ نے فرمایا راؤ جی کبھی وہ بھی تو آئے گا جس کو آپ اور محمد اسمٰعیل صاحب اپنا بیٹا کہتے ہو اس کے لئے پھر کیا کرو گے! (یعنی وہ میری طرف اشارہ تھا) اس لئے اس شادی کو ٹھہرا رکھو چنانچہ میرے اسلام لانے کے بعد بھی راؤ جی نے دو ڈھائی سال انتظار کیا اور پھر نکاح ہوا ۔

شادی سے پہلے حضرت ہر جگہ مجھے اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے تھے۔ اور کئی جگہ یہ بھی فرمایا کہ اگر جی چاہے تو یہاں ٹھہر جاؤ۔ تمہارا سب انتظام ہو جائے گا مگر جب حضرتؒ وہاں سے چلتے تو میں بھی پیچھے چل پڑتا۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے پاس لے گئے حضرت شاہ صاحب نے مجھے ایک کتاب اسلام کیوں کر پھیلا۔ عنایت فرمائی۔ حضرت بھاول نگری (مولانا اللہ بخش صاحبؒ) کے پاس لے گئے۔ حضرت منشی جی صاحب (منشی رحمت علی صاحب جالندھری) کے پاس لے گئے مگر میری طبیعت کہیں نہ لگی سہارنپور آکر حضرت شیخ سے فرمانے لگےؒ آخر تو ایسا میرے پیچھے پھرتا ہے جیسے بچے ماں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا یہ کہیں نہیں لگے گا یہ تو رائپور ہی آئے گا حضرتؒ نے فرمایا میں اس خیال سے کہتا ہوں کہ رائے پور جنگل ہے۔ کوئی آرام کی جگہ نہیں کھانا بھی ایسا ہی ہے وہاں یہ گھبرا جائے گا۔ مگر حضرتؒ نے مجھے اپنے والدین بھلا دیئے ۔

ایک دفعہ میں باورچی خانہ میں خاموش بیٹھا تھا۔ والدہ یاد آگئیں کیونکہ

وہ سب ابھی تک زندہ ہیں دو بھائی اور دو بہنیں اور ہیں۔ حضرت اسی وقت باورچی خانہ میں تشریف لائے میری کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے "فکر کیوں کرتا ہے میں تیری ماں اور باپ ہوں، تو میرا بیٹا ہے اور جب تک زندہ ہوں انشاءاللہ اپنی زندگی کے ساتھ نبھا جاؤں گا" چنانچہ ایسا ہی نبھایا کہ کوئی دنیا کا امیر سے امیر نبھا کے کیا جائے گا!

رائپور گرمیوں میں جب حضرت لیٹنے لگتے تو فرماتے ۔ اختر کی چارپائی کہاں ہے یہاں میرے پلنگ کے پاس لے آؤ۔ برابر میں چارپائی لگا لیتے رات کو دو ڈھائی بجے بڑی خاموشی سے اٹھتے مگر قدرت اس وقت آنکھ کھول دیتی کئی روز تو خاموش پڑا رہا بعد میں نیند نہ آوے ایک روز حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت میں بھی کچھ پڑھ لیا کروں! فرمانے لگے "ابھی نہیں تم سوتے رہا کرو" مگر نیند کیسے آوے، آخر چارپائی سے اٹھ کر بیٹھ جاتا، حضرت نے مجبوراً فرمایا اچھا کچھ ذکر کر لیا کر،

میں اس وقت تک بیعت بھی نہیں ہوا تھا، حضرتؒ سے ذکر کیا کہ دوسروں کو تو بہت بیعت کرایا مگر خود ابھی تک نہیں ہوا۔

حضرت نے فرمایا میں خود جب مناسب سمجھوں گا بیعت کروں گا، چنانچہ رمضان کا مہینہ آگیا ایک روز نماز فجر سے پہلے خود ہی مجھے اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو جو حضرت کے بھتیجے ہیں بلا کر فرمایا "لاؤ آج تمہیں دونوں کو بیعت کر لیتا ہوں کبھی کہو کہ ہماری کوئی سفارش نہیں ہے اس لیے نہیں کرتے" پھر فرمایا کہ "دراصل بیعت سے جو فائدہ پہنچتا ہے وہ تمہیں بغیر بیعت کے

بھی پہونچ جائے گا۔ اس لئے کہ جب تجھے میرے سے تعلق اور محبت ہے تو فائدہ لازمی پہونچے گا اور لوگ ہاتھ میں ہاتھ تو دے دیتے ہیں مگر تعلق اور محبت ہوتی نہیں دوسرے کچھ کرتے کراتے بھی نہیں اس لئے کچھ زیادہ فائدہ بھی نہیں پہونچتا، اصل مقصود ہے محبت اور تعلق پیدا کرنا، پھر سب کچھ کر گزرتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت سکروڈہ ضلع سہارنپور راجپوتوں کا گاؤں ہے ٹھہرے ہوئے تھے میں بھی ہمراہ تھا کچھ دوستوں نے کلیر شریف جانے کا ارادہ کیا عرس کا زمانہ نہیں تھا اور سکروڈہ سے قریب تھا۔ میں نے بھی حضرت سے مزار شریف پر جانے کی اجازت چاہی، حضرت نے فرمایا و خیر چلے جاؤ مگر صحن میں کھڑے ہو کر مزار سے باہر ہی پڑھ لینا اندر نہ زیادہ جانا" سب دوست ہم عمر تھے چلے گئے جب کلیر شریف پہونچے اور سب فاتحہ پڑھ چکے تو کہنے لگے ذرا اندر بھی مزار کی زیارت کرلیں، مجھ سے بھی اصرار کیا اندر گئے، پہلے حصہ میں داخل ہوئے تو کچھ مستورات نکلتی نظر پڑیں پھر دوسرے حصہ میں مزار کے قریب گئے مزار کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی جالی ہے، پاؤں کی طرف ایک شخص کو دیکھا جو سجدہ کر رہا تھا اور بڑی دیر تک کرتا رہا فوراً دل میں خیال آیا وہاں شوالہ میں جاکر بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں یہاں قبر پر سجدہ کرلیا بات کیا رہی دونوں کا پتھر اور مٹی کو سجدہ۔ اللہ کو ہندو بھی مانتے ہیں اور سجدہ کرتے وقت وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم صرف تصور ان بڑوں کا رکھتے ہیں جن کی یہ پتھر کی تصویر ہے ورنہ دراصل پرماتما ہی کو سجدہ کرتے ہیں دل میں وسوسہ پیدا ہوا، حضرت کے پاس جب واپس آئے تو فرمایا ہو آئے۔

میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا کچھ وسوسہ تو نہیں گزرا،،

میں نے عرض کیا جی ضرور گزرا ہے اور یہ بات ہے جو میں نے وہاں دیکھی فرمایا اس لیئے میں نے کہا تھا اندر نہ جانا تاکہ تمہارے خیالات میں کمزوری نہ آجائے پھر فرمایا "تم یہ نہ دیکھو کہ مسلمان کیا کرتا ہے اس کے کسی فعل کو شریعت نہ سمجھو، تم یہ دیکھو کہ اسلام کیا کہتا ہے، انسان کا ہر فعل حجّت نہیں بن جاتا"

اس کے بعد اسلام پر روشنی ڈالی، حضرت نے فرمایا ایک موٹی سی بات ہمیشہ یاد رکھنا، تمہارے سامنے کوئی شخص اگر آسمان پر اڑ کر بھی دکھلا دے اگر اس کا فعل سنّت کے خلاف ہو خواہ کتنا ہی بزرگ ہو اس کے پیچھے نہ لگنا اور دوسرا شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی پوری پابندی کرتا ہے اس سے کوئی بھی کرامت ظاہر نہ ہو تم اس کے پیچھے لگ جانا کسی خاص چیز کی مشق ہندو بھی کر لیتے ہیں جو جس چیز کی مشق کرے گا اس میں کمال حاصل ہو جائے گا، کئی کئی روز تک سادھو دم سادھے بیٹھے رہتے ہیں۔

ایسے ہی مسمریزم ہے اشارہ ہاتھ کا کرو چیز اپنی طرف کھینچی ہوئی نظر پڑے گی یہ سب شعبدہ بازیاں ہیں۔"

اس کے بعد آج تک میں جلدی سے کسی کا معتقد نہیں ہوا اور نہ کسی رسم و رواج کا پابند بنا بس حضرت کو پانے کے بعد پھر کہیں نظر نہ ٹھہری۔

کسی شخص نے میرے والد صاحب کو کافر اور کچھ ایسے ہی الفاظ کہے حضرت نے سنا تو فرمایا "ایسا مت کہو، اگر وہ نہ ہوتے تو احقر ہمارے قبضہ میں کہاں سے آتا، اب وہ اگر ہمارے سامنے آ دیں ہم تو ان کی خدمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا